جلد سیزدھم ١٣ نمبر ہشتم ٨

60

قسم کھاوے کہ اس حدیث کے تمام الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہین اور تمام الفاظ وحی الٰہی سے ہین تو اس قسم کھانے مین وہ جھوٹا ہوگا اور خود حدیثونکا تعارض جو اون مین واقع ہے صاف دلالت کر رہا ہے کہ وہ مقامات تحریف سے خالی نہین ہین پھر کیون کر کوئی مومن یہ اعتقاد رکھ سکتا ہے کہ حدیثین روایتی ثبوت کی رو سے قرآن کریم کے ثبوت سے ہم پلہ ہین کیا آپ یا کوئی اور مولوی صاحب ایسی راے ظاہر کرسکتے ہین کہ ثبوت کے رو سے جس مرتبہ پر قرآن کریم ہے اسی مرتبہ پر حدیثین بھی ہین - پھر جبکہ آپ خود مانتے ہین کہ حدیثین

س۵۱ تمام الفاظ کے بعینہا منقول ہونے کا کون مدعی ہوا ہے؟ ہان یہ دعوی ہے کہ صحیحین کی جملہ احادیث مرفوعہ متصلہ صحیح ہین سو اسپر قسم کہانے سے کوئی شخص جھوٹا نہین ہوتا (چنانچہ عنقریب اسکا ثبوت ناظرین کو ہماری تحریر ۸ مین ملیگا) آپنے تمام الفاظ کی قید لگا کر اس قسم کو جھوٹھ بنانا چاہا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے

س۵۲ دعوی تعارض کا جواب تو ہماری تحریر ۸ مین موجود ہے - اس تعارض سے جو آپ نے تحریف کا نتیجہ نکالا ہے وہ صریح اور صاف اقرار ہے کہ آپ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح نہین جانتے بلکہ اونکی بعض احادیث مین وضع و تحریف واقع ہونے کے قائل ہین - یہ بخاری مسلم پر آپکا دوسرا کھلا حملہ ہے۔ حملہ ۲

اہلحدیث جو آپ کو اہل حدیث سمجھکر آپکے پنجہ مین پھنسے ہوئے ہین آپ کے اس دعوی تحریف کو ایمان و انصاف سے دیکھین تو آپ کو منکر صحت احادیث صحیحین جان لین اور آپ کے اس اقرار کو کہ "مین بسر و چشم صحیحین کو مانتا ہون اور صحیح بخاری کو بعد کتاب اللہ اصح الکتب یقین کرتا اور واجب العمل جانتا ہون" جسکو آپ اونکی پرائیوٹ مجلسون اور اشتہار یکم اگست مین ظاہر کر چکے ہین۔ کذب و نفاق سمجھ لین - آپکا یہ اقرار تب صحیح اور دلی ہو سکتا ہے - جبکہ آپکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اپنی روایتی ثبوت کی رو سے اعلیٰ[۵۱] مرتبہ ثبوت سے گری ہوئے ہین اور غایت کار مفید ظن ہین تو آپ اس بات پر کیون زور دیتے ہین کہ اسی مرتبہ یقین پر انہین مان لینا چاہئے جس مرتبہ پر قرآن کریم مانا جاتا ہے۔ پس صحیح اور سچا طریق تو یہی ہے کہ جیسے حدیثین صرف ظن کے مرتبہ تک ہین بجز چند حدیثون کے تو اسیطرح ہمین اونکی نسبت ظن کی حد تک ہی ایمان رکھنا چاہئے اور ہر ایک مومن خود سمجھ سکتا ہے کہ حدیثون کی تحقیقات روایتی نقص[۵۲] سے خالی نہین۔ کیونکہ اونکے درمیانی راویونکی چال چلن وغیرہ کی نسبت ایسی تحقیقات کامل[۵۳] نہین ہو سکے اور نہ ممکن تھی کہ کسیطرح شک باقی نہ رہتا۔ آپ خود اپنے

[illegible] اس اقرار کے مخالف یہ تصریحات آپکے کلام مین نہ پائی جائین یا ان تصریحات سے آپ رجوع کا اشتہار دین۔

[۵۱] مرتبہ اعلیٰ ثبوت و صحت کا جو قرآن کو حاصل ہے اسکا ادعا تو احادیث صحیحین کی نسبت کسی نے نہین کیا۔ ہان مرتبہ قرآن کے بعد جو اعلےٰ مرتبہ صحت ہے اوسیکا دعویٰ احادیث صحیحین کے حق مین ہمنے کیا ہے اور وہی اہل اسلام مین مسلم ہے اور طرفہ یہ کہ آپ بھی منافقانہ طور پر اشتہار یکم اگست مین اسکو مان چکے ہین۔

پھر اسمقام مین صحیحین کی احادیث کو اعلیٰ مرتبہ صحت سے گری ہوئی کہنا کیونکر صحیح ہے۔ اقرار و تسلیم اشتہار یکم اگست منافقانہ نہین ہے تو اس مقام کے دعویٰ سقوط احادیث صحیحین کو واپس لین ورنہ مسلمان آپکے اوس اقرار کو یقیناً نفاق سمجھینگے۔ یہ اونکا احادیث صحیحین پر تیسرا حملہ ہے۔ حملہ ۳

[۵۲] اس تحقیق کو آپکا ناقص کہنا اپنے عقل کے نقصان کا اظہار ہے اور اس اعتقاد نقصان کے ساتھ اپکا اشتہار یکم اگست مین صحیحین کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہنا نفاق نہین تو کیا ہے۔ یہ اپکا صحیحین پر چوتھا حملہ ہے۔ حملہ ۴

[۵۳] ہو سکتی کیا ہو چکی ہے مگر آپ اس کوچہ سے محض نابلد ہین ہماری تحریر نمبر ۸ ملاحظہ ہو۔

رسالہ اشاعۃ السنۃ مین بحث چلے مین کہ احادیث کی نسبت بعض اکابر کا یہ مذہب ہوا ہے کہ ایک ملہم شخص صحیح حدیث کو بالہام الٰہی موضوع ٹھرا سکتا ہے اور ایک موضوع حدیث کو بالہام الٰہی صحیح ٹھرا سکتا ہے۔ اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جبکہ یہ حال ہے کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کسی کشف کے موضوع ٹھیر سکتی ہے تو پھر کیونکہ ہم ایسی حدیثون کو ہم پایۂ قرآن کریم مان لینگے ہان یہ تو ہمارا ایمان ہے کہ ظنی طور پر بخاری اور

ع جیسا پہلے کہون کہا ہے (صفحہ) ملاحظہ ہو

۵۱ اشاعۃ السنۃ مین نہ یہ تصریح ہے کہ بعض اکابر (شیخ اکبر) نے یہ بات اتفاقی احادیث صحیحین کی نسبت کہی ہے۔ اور نہ یہ تصریح ہے۔ کہ ان اکابر کی راے سے صاحب اشاعۃ السنۃ کو اتفاق ہے۔ بلکہ اشاعۃ السنۃ مین صاف تصریح ہے کہ صاحب اشاعۃ السنۃ کو قول شیخ اکبر سے اتفاق نہین ہے چنانچہ ہماری تحریر عشر مین اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس قول شیخ اکبر کا صحیح محمل وہی احادیث معلوم ہوتی ہے جنکی صحت مین اختلاف ہو۔ لہذا اس عبارت اشاعۃ السنۃ کو اس مقام مین پیش کرنا مسلمانون کو دہوکھ دینا ہے۔

۵۲ یہ صاف اقرار ہے کہ آپ کشف کے ذریعہ سے احادیث صحیحین کو موضوع ٹھرانے کے مدعی ہین اب آپ کی صحت احادیث صحیحین سے منکر ہونے مین کیا کسر رہگئی ہے۔

ع۵

یہ احادیث صحیحین پر مرزا کا پانچوان حملہ ہے۔

کہان ہین وہ اہلحدیث جو قادیانی کو اہلحدیث سمجھتے اور پیر و حدیث خیال کرتے ہین۔ وہ قادیانی کے اس دعوی کو دیکھین اور پھر انصاف سے کہین کہ اہلحدیث مین کوئی اور بہی ایسا ہے کہ جو بخاری مسلم کی حدیثون کو بذریعہ کشف موضوع ٹھراتا ہو۔ اگر کہو کہ تم اور شیخ اکبر یہ بات کہہ چکے ہو تو اسکا جواب ابہی دیا گیا ہے کہ یہ محض کذب ہے۔ یہ بات نہ ہمنے کہی ہے نہ شیخ اکبر نے فرمائی ہے۔ چنانچہ ہماری تحریر عشر

مسلم کی حدیثین بڑے اہتمام سے لکھی گئی ہین اور غالباً اکثر انمین صحیح ہونگی لیکن کیونکر ہم اس بات پر حلف اوٹھا سکتے ہین کہ بلا شبہ وہ ساری حدیثین صحیح ہین۔ جبکہ وہ صرف ظنی طور پر صحیح ہین نہ یقینی طور پر تو پھر یقینی طور پر اونکا صحیح ہونا کیونکر مان سکتے ہین ۔ الغرض میرا مذہب یہی ہے کہ البتہ بخاری اور مسلم کی حدیثین ظنی طور پر صحیح ہین مگر جو حدیث صریح طور پر انمین سے مبائن و مخالف قرآن کریم کے واقع ہو گی وہ صحت سے باہر ہو جائیگی

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

مین تشریح ہو چکی ہے ۔ احادیث بخاری مسلم بذریعہ کشف موضوع ٹھہر سکین تو پھر دنیا مین کوئی ایسی حدیث نہوگی جو کشف سے موضوع نہو سکے اس صورت مین کشف حدیث سے بڑھکر ہوا ۔ اور یہ مسئلہ مسلمہ کہ کشف و الہام غیر نبی کا کتاب اللہ و سنت پر عرض کرنا ضروری ہے باطل ہوا جسکے اہلحدیث کیا کوئی اہل اسلام قائل نہین ۔

۵۱ غالباً اور اکثر کی قیدین بتا رہی ہین کہ آپ بعض احادیث صحیحین کو نہین مانتے اور اس مقام مین آپ نے صاف و صریح یہ بھی کہدیا ہے کہ ہم کیونکر حلف اوٹھا سکتے ہین کہ وہ ساری صحیح ہین ۔ یہ احادیث صحیحین پر قادیانی کا چھٹا حملہ ہے ۔ حملہ ۶
قادیانی کو اہلحدیث و قائل احادیث صحیحین جاننے والو ! ۔ اب تو اقرار کرو کہ وہ اہل حدیث نہین اور وہ بعض احادیث صحیحین کی صحت کا منکر ہے ۔

۵۲ احادیث صحیحین کو مخالف و معارض قرآن ٹھہرا کر صحت سے خارج کرنے کا جواب دیا گیا ہے ۔ کہ یہ محض مغالطہ ہے اور کوئی حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہین ہوتی ۔ اور اسکی زیادہ تفصیل ہماری تحریر ۱۱ مین ہو گی ۔ اس قول مین قادیانی نے احادیث صحیحین پر ساتوان حملہ کیا ۔ حملہ ۷
اور یہ جتا رہا ہے کہ وہ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح نہین جانتا ۔ قادیانی کو اہلحدیث اور قائل صحت صحیحین جاننے

آخر بخاری اور مسلم پر وحی تو نازل نہین تھی بلکہ جس طریق سے اونہون نے حدیثون کو جمع کیا ہے اس طریق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ طریق ظنی ہے اور انکی نسبت یقین[عہ] کا ادعا کرنا ادعای باطل ہے دنیا مین جو اسقدر مختلف فرقے اسلام مین خاصکر مذاہب اربعہ ان چارون[۱ہ] مذہبون کے اماموں نے اپنے عملی طریق سے خود گواہی دیدی کہ یہ احادیث ظنی ہین چنانچہ بخاری اور مسلم کی بہت سی حدیثین امام اعظم صاحب نے چھوڑ[۲ہ] دی ہین۔ اور اسمین کچھ شک نہین کہ اکثر حدیثین اونکو[۳ہ] ملی ہونگی مگر

والے اسکے اس انکار کو انصاف سے دیکھکر بھی اسکو قائل صحت صحیحین کہینگے؟

[۱ہ] چارون امام احادیث صحیحین کے جمع ہونے کے وقت کہان تھے۔

قادیانی کی اتباع مین ایک ذرہ بھی فہم و انصاف کا مادہ ہو تو اسی ایک بات پر اسکی بے علمی یا دھوکھ بازی کے قائل ہو کر اسکی اتباع سے دست بردار ہو جائین۔

یہ کیا ہے آیندہ دھوکون کو حاشیہ نمبر ۲ وغیرہ مین دیکھو۔

[۳و۲ہ] یہہ دونو لفظ صاف بتا رہے ہین کہ قادیانی کو حضرت امام اعظم صاحب کیوقت مین احادیث صحیحین کے موجود ہونے اور امام صاحب کو انپر مطلع ہونے کا دعوی ہے۔ اور یہہ بات ظاہر ہے کہ احادیث صحیحین وہی احادیث کہلاتی ہین جو ان دونو کتابون مین موجود ہون اور ان دونو کے مصنفون (امام بخاری و امام مسلم) کے واسطہ سے آنحضرتؐ تک پہنچی ہون۔ اور جس حدیث کی سند و روایت مین امام بخاری و امام مسلم کا واسطہ نہو وہ بخاری مسلم کیحدیث نہین کہلا سکتی۔ لہذا امام اعظم صاحب کے وقت مین ان کتب کی احادیث کے موجود ہونے و امام صاحب

[عہ] بذریعہ اشتہار [illegible] بیان کر چکے ہین جو آپ نے بجواب [illegible] کہ بخاری کی کل صحیح [illegible] کتب ہو چکی [illegible] یقین ظاہر کیا ہو وہ منافقانہ [illegible] نہین ہو گیا ہے؟

اونکی راے مین وہ حدیثین صحیح نہین تھین۔ بہلا آپ فرماوین کہ اگر کوئی شخص بخاری کی کسی حدیث سے انکار کرے کہ صحیح نہین ہے جیساکہ اکثر مقلدین انکار کرتے ہین۔ توکیا وہ آپ کے نزدیک کافر ہو جائیگا^{سلہ}۔ پھر جس حالت مین وہ کافر نہین ہوسکتا تو آپ کیونکر ان حدیثون کی روایتی ثبوت^{عہ} کے روسے یقینی^{سگہ} ٹھہرا سکتے ہین

عہ ایسا ہی قادیانی کی تحریر مین لفظ ہی کا ہے

کوان احادیث کے پہچاننے کا دعوے کرنا ہیستہ یہہ دعوی کرتا ہے۔ کہ یہہ دونو کتابین امام صاحب کے وقت مین موجود تہین۔

ناظرین اس دعوئ قادیانی کو یاد رکھین اور جو ہماری تحریر نمبر ۸ کے اس اعتراض کے جواب مین کہ "آپ نہین جانتے کہ امام اعظم کب ہوئے اور صحیح بخاری کب لکھی گئی" آپ نے لکھا ہے کہ "مینے یہ کب کہا ہے کہ امام اعظم کے وقت مین صحیح بخاری موجود تہی" اسکو پڑھنے اور دیکھنے کے وقت قادیانی کے کذب وجرأت ومغالطہ کا اندازہ کرین۔

سلہ تحریر نمبری ۸ مین ہمنے ثابت کردیا ہے کہ مقلدین مذاہب اربعہ کسی حدیث صحیحین کی صحت کے منکر نہین۔ اور انکی مخالفت بعض احادیث صحیحین سے اختلاف راے وفہم معانی وتاویل وترجیح پر مبنی ہے۔ صرف ایک آپ مسلمان بہوا اہلسنت بہو اہل حدیث کہلاکر بعض احادیث صحیحین کی صحت سے بعد اتفاق اہلسنت انکاری ہوئے ہین الخ صرف اس انکار کی نظر سے آپکو کافر نہین کہا گیا۔ ہان اسکا چھوٹا بہائی فاسق اور مبتدع تو ضرور کہا جائیگا۔ ہماری تحریر نمبر ۸ مین حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ محدثین کے اقوال ملاحظہ ہون۔

سگہ احادیث صحیحین کو ایسا یقینی کون کہتا ہے کہ انکے انکار سے کفر لازم آئے۔ جمہور علماء بظن غالب انکو صحیح جانتے ہین۔ اور امام ابن الصلاح اور انکے ہم خیال نظری

اور یہ وہ یقینی نہیں ہین تو اس حالت مین اگر ہم کسی حدیث کو قرآن کریم کے مخالف پائینگے اور صریح طور پر دیکھ لین گے کہ وہ قرآن کریم سے صریح طور پر مخالف ہے اور کسی طور سے تطبیق نہین دے سکینگے تو کیا ہم ایسی صورت مین قرآن کریم کی اس آیت کو ساقط الاعتبار کردین گے یا اسکی کلام الٰہی ہونے کی نسبت شک مین پڑینگے کیا کرینگے آخر یہی تو کرنا ہوگا کہ اگر ایسی حدیث کسی طور سے کلام الٰہی سے تطبیق نہین کہائیگی تو اوسکو بغیر خوف زید اور عمرو کے وضعی[عہ] قرار دینگے۔ بلاشبہ آپکا نور قلب اس بات پر شہادت دیتا ہوگا کہ محدثین

یقینی کہتے ہین۔ لہٰذا انکے انکار سے فاسق اور مبتدع ہونا لازم آتا ہے۔ اور
اس سے بڑھکر کسیکو دعویٰ نہین ہے۔

عہ۱ ایک حدیث صحیح دوسری حدیث صحیح کے مخالف نہین ہوتی چہ جائیکہ
مخالفِ قرآن ہو۔ حدیث صحیح کو قرآن کے مخالف قرار دینا ان ہی لوگون کا
کام ہے۔ جو اس حیلہ سے حدیث صحیح کو موضوع بنانا چاہتے ہین جیسا کہ
آپنے کیا ہے۔ آپ بار بار احادیث صحیحین کو مخالف قرآن ٹھہرا کر ساقط
الاعتبار بناتے ہین۔ اور اپنا منکر احادیث ہونا ثابت کر رہے ہین جسکا جواب عہ ۸
بھی آپکو کئی بار دیا گیا ہے۔ یہ آپکا احادیث صحیحین پر آٹھوان حملہ ہے۔

عہ۲ بلا خوف زید و عمرو کیون کہتے ہین۔ بلا خوف خدا کہین۔ بار بار احادیث
صحیحین کو مخالف و معارض قرآن کہنے سے آپکی غرض یہی تھی کہ ان
احادیث کو موضوع قرار دین سو آپنے حاصل و ظاہر کی ہے۔ اور آپ کے
منہ سے یہ بات صاف نکل گئی کہ بخاری و مسلم کی احادیث کو آپ عہ ۹
موضوع کہینگے۔ یہ آپکا احادیث صحیحین پر نوان حملہ ہے۔

اپنے روایتی ثبوت کے رو سے کسی طور سے قرآن کریم سے مقابلہ نہین کر سکتین۔ اسی وجہ سے گو وہ وحی الٰہی ہی ہون نماز مین بجاے کسی سورت کے انکو نہین پڑھ سکتے۔ اور ایک نقص حدیثو نمین یہہ بھی ہے۔ کہ بعض حدیثین اجتہادی طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہین اسی وجہ سے اونمین باہم تعارض ہو گیا ہے جیسا کہ ابن صیاد کے

قادیانی کو اہلحدیث و قائل صحت احادیث صحیحین جاننے والو! اس لفظ کو پڑھو اور بتلاؤ کہ اب بھی اسکو اہلحدیث کہو گے؟ اور صحیحین کی صحت ماننے والا جانو گے۔

س۱ہ اسکا نتیجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ حدیث عین قرآن اور وحی متلو نہین۔ نہ یہہ کہ حدیث واجب العمل نہین اور یہ تو ہمنے کبھی نہین کہا کہ حدیث عین قرآن ہے اور بجاے قرآن اسکو نماز مین پڑھ سکتے ہین۔ صرف یہی کہا ہے کہ حدیث قرآن کی مانند واجب العمل ہے۔ پھر اس بات کے کہنے سے بجز دھوکہ دہی عوام کیا فائدہ متصور ہے۔

س۲ہ لفظ اجتہاد سے جو مراد اپنی تحریر نمبر ۵ مین بیان کی ہے اوس مراد سے احادیث متعلق ابن صیاد دجال اجتہادی نہین ہو سکتین۔ اسکی تفصیل حواشی تحریر قادیانی نمبر ۵ و ۸ مین ہو گی۔

س۱ہ و۲و۳ صفحہ آئندہ

احادیث صحیح مسلم مین وجود تعارض کا دعوے کرنا (جو آپکے نزدیک موضوع ہونے کی دلیل ہے) احادیث صحیح مسلم پر دوسوان کھلم کھلا حملہ ہے۔ اور اس تعارض کا ادعا محض کذب ہے۔ جس حدیث مین ابن صیاد کو دجال کہا گیا ہے وہ حدیث تمیم داری کے مخالف و معارض نہین۔ اور نہ کسی اور حدیث صحیح کی معارض ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اسپر

۱۰

64

دجال معہود ہونے کی نسبت جو حدیثون عــه مین اون حدیثون سے صریح اور صاف طور پر معارض ہین جو گرجا والے دجال کی نسبت ہین جس کا راوی تمیم داری ہے - اب ہم ان دونو حدیثون مین سے کس حدیث کو صحیح سمجہین دونو حضرت مسلم صاحب کی صحیح مین موجود ہین - ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت یہان تک وثوق پایا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کھاکر بیان کیا کہ دجال معہود یہی ہے - تو آپ چپ رہے ہرگز انکار نہین کیا - اور ظاہر ہے کہ نبی کا قسم کہانے کے وقت مین چپ رہنا گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قسم کہانا ہے - اور پھر ابن عمر عــه رضہ کی حدیث مین صریح اور صاف لفظون مین موجود ہے کہ انہون نے قسم کہاکر کہا کہ مسیح دجال معہود یہی ابن صیاد ہے - اور پھر جابر عــه رضہ نے بھی قسم کھاکر کہا کہ دجال معہود یہی ابن صیاد ہے - اور آنحضرت عــه صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بھی فرمایا کہ مین اپنی امت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت ڈرتا ہون - پھر ایک اور حدیث

عــه ایسا ہی اصل تحریر کی بالائی میں لفظ صریحون ہے

قسم نہین کھائی کہ ابن صیاد دجال موعود ہے اور نہ آنحضرت نے اس مضمون کی قسم پر سکوت کیا - اونکی قسم اور آنحضرت م کا سکوت تو صرف ابن صیاد کو دجال کہنے پر تہا - جسکے معنے یہ کئے گئے ہین کہ ابن صیاد منجملہ اون تیس دجالون کے ایک دجال ہے جنکے خروج کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تہی - ایسا ہی حضرت جابر رضہ کا ابن صیاد کو دجال کہنا ہے - اسمین بہی یہ تصریح نہین کہ ابن صیاد دجال موعود ہے رہا حضرت ابن عمر رضہ کا ابن صیاد کو مسیح دجال کہنا سو یہ حضرت ابن عمر رضہ کا اپنا قول موقوف ہے جو حدیث مرفوع تمیم داری وغیرہ کا معارض نہین ہو سکتا

عــه - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آپنے نقل کیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ "مین ابن صیاد کے دجال موعود ہونیسے ڈرتا ہون" یہ ایک سفید جہوٹ ہے جکا ثبوت آپ سے طلب کیا گیا تو اخیر تحریر تک کچھ نہ بتایا اور جو کہا اوسمین افترا سے کام لیا ہے - تحریرات فریقین عــه و عــه ملاحظہ ہون

مسلم مین ایک ہے جسمین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا تھا کہ دجال معہود ابن صیاد ہی ہے۔ لیکن فاطمہ رضہ کی حدیث تمیم داری والی جو اسی مسلم مین موجود ہے صریح اسکے مخالف ہے۔ اب ہم ان دو نو دجالون مین سے کسکو دجال سمجھین۔ صدیق حسن صاحب علیہ

ابن صیاد کے دجال ہونے کو ترجیح نہین دی اور حدیث تمیم داری کی تضعیف کی ہے ہ

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

ـــــاــــہ آپکا یہ دعوے بہی محض کذب ہے۔ کہ مسلم کی ایک حدیث مین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا تھا کہ دجال موعود ابن صیاد ہی ہے۔ صحیح مسلم مین اس مضمون کی کوئی حدیث موجود نہین۔ قادیانی سے اسکا ثبوت طلب کیا گیا۔ تو اسنے بہی کوئی پتہ نہین دیا جس سے اسکا دعوے ثابت ہو جو کہا اسی اسکا اور بہی کذب ثابت ہوا۔ اسکا مفصل بیان ہماری تحریر نمبری ۷ مین ہے۔

لہ یہ محض کذب وافترا ہے اور یہ قادیانی اور اوسکی اتباع واحباب کے دجال وکذاب ہونے پر ایک روشن دلیل ہے۔ نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم نے اپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ کے صفحہ ۴۱۶ مین ابن صیاد کے دجال موعود ہونے کے باب مین صحابہ رضہ سے دو قول نقل کرکے فتح الباری شرح صحیح بخاری سے احادیث جابر بن عبداللہ وعبداللہ ابن عمر وابوسعید خدری وقسم حضرت عمر رضہ بحضور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نقل کئے ہین۔ پھر صفحہ ۴۱۸ مین صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ یہ احادیث اسباب مین نص (یعنے بیان واضح) نہین کہ ابن صیاد دجال موعود ہے۔ پھر نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن صیاد کے باب مین تردد رہنا (یعنے حضرت عمر رضہ کو ارادہ قتل ابن صیاد کے وقت یہہ فرمانا کہ اگر ابن صیاد دجال موعود ہے تو تجھے اسکے قتل پر قدرت نہوگی۔ اور اگر یہ اور ہے تو اسکا قتل کرنا

جیساکہ میرے ایک دوست نے بیان کیا ہے ابن صیاد کی حدیث کو ترجیح دیتے

اچھا نہین) تمیم داری کا قصہ سننے سے پہلے تھا - اور پہر جب تمیم داری سے آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے اوسکا حال سن لیا تو آپکو یقین ہوگیا کہ دجال موعود وہی شخص ہے جو جزیرہ مین محبوس ہے - اور تمیم داری اُسکو دیکھ آیا ہے - پھر حدیث تمیم داری کی نسبت فتح الباری سے نقل کیا ہے - کہ اس حدیث کی راوی صرف فاطمہ بنت قیس ہی نہین ہے - بلکہ ابوہریرہ وعائشہ وجابرؓ بھی اس حدیث کی روایت مین فاطمہ کے ساتھہ شریک ہین - پہر ان اصحاب کی روایات حدیث تمیم داری کو کتب محدثین سے نقل کرکے انکا صحیح وحسن ہونا محدثین سے نقل کیا ہے - اسکے بعد صحیح مسلم سے پوری حدیث تمیم داری نقل کرکے صـ۴۱۸ مین بیہقی سے نقل کیا ہے - کہ دجال کہن سال بڈھا ہے - پہر اس حدیث کی سند کی صحت نقل کرکے بیہقی سے نقل کیا ہے - کہ دجال اکبر جو آخیر زمانہ مین پیدا ہوگا ابن صیاد کے سواے کوئی اور شخص ہے - اور ابن صیاد منجملہ دجالین کذابین جنکے خارج ہونے کی آنحضرتؐ نے خبر دی ہے - ایک دجال ہے - اور جو لوگ ابن صیاد کو دجال سمجھتے تھے انہون نے قصہ تمیم داری نہ سنا تھا - پہر صفحہ ۴۱۹ مین اسکے موید ات فتح الباری سے نقل کرکے کہا ہے - اینست ملخص کلام فتح الباری وحاصلش اصح بودن دجال غیر ابن صیاد ست بوجہ آنکہ اعور باشد واز یہود باشد و در یہودیہ ساکن بود الے غیر ذلک - واحادیث ابن صیاد ہمہ محتمل ست وحدیث جساسہ نص ست پس مقدم باشد ودر اشاعہ گفتہ د موید مرجح بودن او

ہین اور تمیم داری کی حدیث کو اپنی کتاب آثار القیامہ مین ضعیف قرار دیتے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

غیر ابن صیادست یا کہ قصہ تمیم داری متاخرست از قصہ ابن صیاد پس ہمچو* ناسخ باشد برای او ونیز وقت اخبار آنحضرت م بآنکہ دجال در بحر شام یا بحر یمن لا بلکہ از طرف شرق برآید ابن صیاد در مدینہ بود پس اگر وی دجال می بود می فرمود کہ وی در مدینہ ہست ونتوان گفت کہ این حرف بآن جہت نفرمود کہ مبادا اورا بکشند وخبر داد بانجام کار او زیرا کہ قتل شخصی قبل از اجل او نمے تواند شد۔ ومقدر آنست کہ قاتل وی نبی خدا عیسے بن مریم علیہ السلام ست واگرہم چنین مے بود بیان می کرد آنحضرت ضئضئ** خوارج را۔"

اس مضمون آثار قیامت اور عبارت نواب صاحب مرحوم کو قادیانی اور اسکا کذاب دوست دیکھکر شرمندہ نہون تو بجز لعنۃ اللہ علی الکذبین ۰ کیا کہا جائے۔ مضمون وعبارت مذکور صاف پکار رہی ہے۔ کہ نواب صاحب مرحوم رح نے ابن صیاد کے دجال ہونے کو ترجیح نہین دی اور نہ حدیث تمیم کی تضعیف کی ہے۔

---

* ہمچو ناسخ یعنے ناسخ کی مانند یعنے اسکو بے اعتبار کرنے والا یہ اسلئے کہا ہی کہ حقیقۃً نسخ اخبار مین نہین ہوتا۔ ناسخ کی مانند اسلئے ہوا کہ اس روایت تمیم نے ان روایات کو جنسے اسکے خلاف کا وہم پیدا ہوتا تھا بے اعتبار وکان لم یکن کردیا۔ حاشیۃ الحاشیہ

** ضئضئ یعنے اصل۔ یہ کلمہ بعض خارجیون کے حق مین آپنے فرمایا تھا۔ کہ اسکے اصل یعنے نسل مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو دین سے خارج ہونگے حاشیۃ الحاشیہ

بہر حال اب یہ مصیبت اور رونے کی جگہ ہے یا نہین کہ ایک ہی کتاب مین جو بعد بخاری کے اصح الکتب سمجھی گئی ہے دو متعارض حدیثین ہین جب کہ ہم ایک کو صحیح مانتے ہین تو پھر دوسری کو غلط ماننا پڑتا ہے۔ ماسوا اسکے تمیم داری کی حدیث مین صاف

اھ اپکا یہ رونا اور اظہار مصیبت وماتم کرنا اس امر کا صریح اقرار ہے۔ کہ آپ صحیح مسلم ان احادیث کو جنمین ابن صیاد اور دجال کا ذکر ہے باہم متعارض ومخالف جانتے ہین۔ اور بناءً علیہ حدیث تمیم داری کو جسمین ابن صیاد کے سوا کسی اور شخص کو دجال کہا گیا ہے غلط وموضوع قرار دیتے ہین۔ اس تعارض اور غلطی کا آپ یقین نرکھتے تو یہ رونا نروتے اور ماتم نکرتے بلکہ یقین اور وثوق کے ساتہ یہہ کہتے کہ ان سب احادیث مین ایک ہی دجال ابن صیادؔ مراد ہے۔ لہذا یہ سب احادیث باہم متوافق اور صحیح ہین۔ آپکا ایسا نہ کہنا اور برخلاف اسکے ان احادیث کے تعارض پر نوحہ کرکے ایک حدیث تمیم داری کو غلط قرار دینا صاف یقین دلاتا ہے۔ کہ اس حدیث کو آپ غلط وموضوع جانتے ہین یہ احادیث صحیح مسلم پر آپ کا گیارہوان حملہ ہے۔

ص ۱۱

قادیانی کو اہلحدیث جاننے والے آپ کے اس ماتم کو دیکھین اور پھر انصاف سے کہین کہ آپ صحت احادیث صحیحین کے قائل ہین یا منکر اور اشتہار یکم اگست مین آپکا اقرار تسلیم احادیث صحیحین دلی اقرار ہے یا منافقانہ اظہار۔

اب آپ کی اس مصیبت پر جسپر آپ رونا روتے ہین تعزیت کیجاتی ہے۔ کہ یہہ مصیبت آپکی خیالی مصیبت ہے نہ واقعی مصیبت۔ کیونکہ واقع اور حقیقت مین تمیم داری کی حدیث مین اور ان احادیث مین جنمین ابن صیاد کو دجال کہا گیا ہے کوئی تعارض نہین۔ حضرت عمر وحضرت جابرؓ نے تو ابن صیاد کے

لفظون مین لکھا ہے کہ وہی دجال جو تمیم داری نے دیکھا تھا کسی وقت خروج کرے گا۔ لیکن اسی مسلم کی حدیثین صاف صاف ظاہر کر رہی ہین کہ سو برس کے عرصے تک کوئی شخص زندہ نہین رہیگا۔ بلکہ پہلی حدیث مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہا کر بیان فرمایا ہے کہ اس وقت سے سو برس تک کوئی جاندار زمین پر زندہ نہین رہیگا۔ اب اگر ابن صیاد اور گرجا والا دجال جاندار اور مخلوق ہین تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ مر گئے ہون۔ اب یہ دوسری مصیبت[ص۱] ہے کہ دونو حدیثون کے صحیح ماننے سے پیش آتی ہے۔ آپ فرماوین کہ ہم کیونکر ان دونو کو باوجود سخت تعارض کے صحیح[ص۲] مان سکتے ہین۔ پس اب بجز اسکے اور کیا راہ ہے کہ ہم ایک حدیث کو غیر صحیح[ص۳] کہین غرض کہانتک

دجال معہود ہونے کا ذکر ہی نہین کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اسکو مسیح دجال کہا ہے سو یہ اونکا قول موقوف ہے جو حدیث مرفوع تمیم داری کا معارض نہین ہوسکتا چنانچہ حواشی صـ ۲۳۷ مین بیان ہوا۔ پھر یہ مصیبت کیا ہے اور یہ رونا کیسا

ص۱ و ص۲و۳ یہ مصیبت پر مصیبت کا اظہار اور سخت تعارض احادیث صحیح مسلم کا اشتہار اور عدم تسلیم صحت احادیث ایک جانب کا اقرار صاف اقبال ہے کہ آپ صحیح مسلم کی حدیث تمیم داری کو صحیح نہین جانتے اور جو اشتہار یکم اگست مین تسلیم صحت کا اقرار کرتے ہین وہ منافقانہ اقرار ہے آپکا دلی اعتقاد یہی ہے جو باربار آپ کے مونھہ پر آتا ہے۔ یہ آپکا احادیث صحیح مسلم پر ملا ہوا ن حملہ ہے۔ قادیانی کو اہلحدیث جاننے والے ایمان و انصاف کو کام مین لاکر کہین کہ وہ صحیح مسلم کی جملہ احادیث کو صحیح جانتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اس مصیبت بار دوم پر دوبارہ انکی تعزیت کیجاتی ہے۔ کہ یہ مصیبت بھی آپکی خیالی مصیبت ہے نہ واقعی مصیبت

بیان کیا جائے

اور جن احادیث [illegible] صحیح مسلم مین یہ ذکر ہے کہ سو برس کے بعد زمین پر کوئی زندہ نہ رہیگا وہ حدیث تمیم داری کی معارض ومخالف نہین ہے۔ ان احادیث مین ان ساکنین مدینہ یا زمین عرب کا جو اسوقت تک پیدا ہو چکے تھے حال وفات بیان ہوا ہے نہ کل زمین کے ساکنین کا یا ساکنین بحر وجزائر کا اور حدیث تمیم داری مین جس دجال کا قرب قیامت تک زندہ رہنا بیان ہوا ہے وہ عرب کی زمین مین نہین بلکہ سمندر کے ایک مشرقی جزیرہ مین ہے۔ پہر ان احادیث مین اور حدیث تمیم داری مین تعارض کہان ہوا۔ ان احادیث مین زمین سے خاص کر زمین عرب کا مراد ہونا ایسا ہے جیسا کہ آیہ منقولہ حاشیہ مین زمین سے محاربین کا وطن مراد ہے، اور اس زمین سے نکالدینے سے انکو جلاوطن کرنا مراد ہے

> انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ان یقتلوا
> او یصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلہم من
> خلاف او ینفوا من الارض۔ مائدہ ع ۵۔

محدثین کرام ان احادیث کے یہی معنے کرتے ہین اور بناءً علیہ ان احادیث کے حکم سے حضرت خضر وحضرت عیسیٰ اور ملائکہ علیہم السلام اور ابلیس علیہ اللعنۃ کا مستثنے ہونا بیان فرماتے ہین۔

امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین فرمایا ہے کہ ان (سوبرس والی) احادیث سے بعض شاذ ونادر محدث لوگون نے حضرت خضر کی موت پر استدلال کیا ہے۔ مگر جمہور محدثین انکو زندہ سمجھتے ہین۔ اور ان احادیث کے یہ معنے بیان کرتے ہین کہ (ان مین زمین کے باشندون کا حال بیان ہوا ہے) اور حضرت خضر دریا مین رہتے تھ

> وقد احتج بھذہ الاحادیث من شذ من
> المحدثین فقال الخضر علیہ السلام میت والجمہور
> علی حیاتہ کما سبق فی باب فضائلہ ویتاولون

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

جسقدر بعض احادیث مین تعارض

هذه الاحاديث على انه كان على البحر لا على الارض او انها عام مخصوص (شرح مسلم صـ۲۱ ج ۱-)

یا ان احادیث مین عام لوگون کا حال بیان ہوا ہے جنسے حضرت خضر کے مخصوص و مستثنٰی ہین۔

اور قسطلانیؒ نے شرح بخاری مین فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

لا يبقى ممن هو على ظهر الارض احد اى ممن ترونه او تعرفونه عند مجيئه او المراد ارضه التى نشاء بها ومنها بعث كجزيرة العرب المشتملة على الحجاز وتهامة ونجد فهو على قوله تعالى او ينفوا من الارض اى بعض الارض التى صدرت الجناية فيها فليست ال للاستغراق وبهذا يندفع قول من استدل بهذا الحديث على موت الخضر كالمؤلف او يحتمل ان يكون الخضر في غير هذه الارض المعهودة ولئن سلمنا ان ال للاستغراق فقيل لا احد عموم يحتمل اذ على وجه الارض الجن لا الانس والعمومات يدخلها التخصيص بادنى قرينة (قسطلانی صـ۳۲ ج-۱-)

اس قول سے کہ کوئی پشت زمین پر نرہے گا یہ مراد ہے کہ جنکو تم دیکھتے ہو یا جب وہ تمہارے سامنے آوین تو تم اسکو پہچان لو وہ لوگ فوت ہو جائینگے۔ یا یہ مراد ہے کہ اس زمین کے لوگ فوت ہو جائین گے جسمین آپ پیدا ہوے۔ اور نبی ہو کر آئے یعنے جزیرہ عرب جسمین حجاز۔ تہامہ نجد۔ تینون حصہ شامل ہین (اس صورت) مین یہ قول نبوی ایسا ہے جیسا یہ قول خداوندی ہے۔ کہ محارب زمین سے نکال دیئے جائین۔ جس سے یہ مراد ہے کہ وہ اس زمین سے نکالے جاوین جسمین اُنسے جرم بغاوت صادر ہوا ہو۔ اس صورت مین الف ولام استغراق کے لئے نہین ہے۔ یعنی جو تمام حصص زمین کو شامل ہو

68

و تخالف پایا جاتا ہے

اس تقریر سے ان محدثین کا قول جو اس حدیث سے حضرت خضرؑ کی موت پر استدلال کرنے مین رد ہوتا ہے۔ کیونکہ انکے جواب مین یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسوقت حضرت خضرؑ زمین عرب مین نہ تھے اور اگر ہم یہ بھی بطور فرض مان لین کہ یہ الف لام استغراق کے لئے ہے تو پھر یہ کہ سکتے ہین کہ حضرت خضرؑ اس سے مستثنے ہین“

عینی نے شرح بخاری مین کہا ہے۔ کہ اس حدیث مین زمین سے وہ شہر (مدینہ) مراد ہے جسمین آن حضرت صلعم موجود تھے۔ چنانچہ اس قول خداوندی سے کہ کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی۔ مدینہ مراد ہے۔

> وقیل اراد النبی صـ بالارض البلدة التی هو منها وقال تعالی الم تکن ارض الله واسعة یرید المدینة۔
> (عینی شرح بخاری)

بخاری کی بعض شروح مین ہے۔ کہ اس حدیث مین زمین کا لفظ کہنے سے ملائکہ اور حضرت عیسیٰ جدا ہوئے۔ بخاری نے اس حدیث سے حضرت خضر کی وفات پر استدلال کیا ہے مگر جمہور محدثین اسکے مخالف ہین اور وہ کہتے ہین کہ یہ ایک عام بات فرمائی ہے جس سے حضرت خضرؑ مخصوص ہین۔ یا یہ کہ اسمین زمین والونکا حال بیان ہوا ہے۔ اور

> قوله ظهر الارض احتراز عن الملائکة وعیسی علیهم السلام واحتج به البخاری وغیره علی موت خضر۔ والجمهور علی خلافه واجابوا بانه عام مخصوص البعض او کان فی البحر ولا یعترض بهاروت وماروت لانهما لیسا بشر وکذا الجواب فی ابلیس قال العینی لا یجوز ان یقال المراد ممن هو علی

اوس کے بیان کرنے

ظہرالارض امتہ امتہ اجابتہ کانت اودعوۃ و عیسی و خضر لیسا داخلین فی الامتہ والشیطان لیس من بنی ادم (ہامش بخاری ص۳)

حضرت خضر دریا مین ہین۔ ہاروت وماروت کے موجود ہونے سے بہی بیان اعتراض نہین پڑتا۔ کیونکہ وہ دونو بشر نہین۔ ایساہی ابلیس کے موجود ہونے پر اعتراض کا جواب ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ بہت یا وجہ جواب یہ ہے اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے اپنی امت کا حال بیان کیا ہے۔ اور حضرت عیسے وحضرت خضر اس امت سے نہین ہین۔ اور شیطان جو موجود ہے تو وہ بنی آدم سے نہین ''

قادیانی نے اپنے اس قول کی شرح مین زبانی یہ تقریر کی تہی کہ یہ بات کہ سو برس کے بعد کوئی جاندار زمین پر نہ رہیگا۔ آنحضرتؐ نے سوال قیامت کے جواب مین فرمائی تہی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث مین قیامت قائم ہونے اور تمام زمین کے زندہ اشخاص کے مرجانے کی خبر دی گئی ہے۔

یہ بات آنجہانی نے اپنے خسر دوم **منشی ناصر نواب** کو بہی **زبانی کہی تہی** اور اسکی تصدیق کے لئے مشکوۃ کے صفحہ ۴۷۰ مین ایک حدیث دکہاکر اسکا مطلب یہ سمجہایا تہا کہ آنحضرت صلعم سے لوگون نے وقت قیامت سے سوال کیا تو آپنے یہ فرمایا کہ سو برس کے بعد زمین پر کوئی نہ رہیگا۔ اس کے بعد زبانی تقریر مین قادیانی صاحب نے فرمایا تہا کہ اس قول نبوی سے زمین سے کوئی خاص زمین مراد ہو تو یہ قول سوال قیامت کا جواب نہین بنتا۔ کیونکہ کسی ایک زمین کے زندہ اشخاص کے فوت ہوجانے سے قیامت کا قائم ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔ قیامت تب ہی

کے لئے تو ایک

تمام ہو جبکہ تمام زمین پر کوئی زندہ نہ رہے۔

اس تقریر مین قادیانی نے مسلمانان حاضرین مجلس اور اپنی **دام فتادہ خسر بیچارہ منشی ناصر نواب کو دھوکا دیا** اور اس دھوکہ سے اپنا دجال ہونا خوب ثابت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ سو برس کے بعد کوئی جاندار نفس زمین پر نہ رہیگا۔ سوالِ قیامت کا جواب ہرگز نہین ہے۔ یہ قول سوال قیامت کا جواب ہوتا تو پھر کیا ممکن تھا کہ سو برس کے بعد کوئی زمین پر زندہ رہتا اور آنحضرت صلعم کی پیشین گوئی مین تخلف ہوتا۔ اور قیامت کا ہنگامہ برپا ہوتا ہرگز نہین۔ یہ قول تو آپنے سوال قیامت کے جواب سے اعراض و انکار کر کے فرمایا تھا۔ لوگون نے آپ سے وقت قیامت سے سوال کیا۔ آپنے جواب مین وقت قیامت سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور صاف فرما دیا کہ وقت قیامت کا علم تو مجھے نہین ہے۔ یہ علم تو خدا تعالے ہی سے مخصوص ہے۔ ہان مین یہ بات قسم سے کہتا ہون کہ جو لوگ آج کے دن تک زمین پر موجود ہو چکے ہین وہ سو برس کے بعد زندہ نہ رہین گے۔

اصل **حدیث** یہ ہے جو صحیح مسلم کے صفحہ ۳۱۱ مین ہے اور وہی حدیث مشکوۃ مین بصفحہ ۴۷۲ منقول ہے۔ **عن** جابر بن عبد اللہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشھر تسألونی عن الساعۃ وانما علمھا عند اللہ واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ تاتی علیھا مائۃ سنۃٍ وھی حیۃ یومئذٍ۔

رسالہ چاہیئے

اسحدیث کا مطلب وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہین۔ اس حدیث سے آنحضرت ص کا مقصود یہ ہے کہ آپ کے اہل قرن (ہم عصر لوگ) سو برس تک گزر جائینگے نہ یہ کہ تمام دنیا کے لوگ سو برس تک مرجائینگے۔ اور قیامت برپا ہوگی۔ چنانچہ اسی کتاب صحیح مسلم مین حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ لوگ جو اسمین سو برس کے بعد قیامت آنے کی باتین کرتے ہین اسمین وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے معنے سمجھنے مین غلطی کر رہے ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تہا کہ جو آجتک پیدا ہوچکے ہین وہ سو برس کے بعد نہ رہینگے جس سے آپکا مقصود یہ تہا کہ آپ کا قرن سو برس کے بعد گزر جائے گا۔

> قال ابن عمر فوهل الناس فی مقالة رسول الله صلی الله علیه وسلم تلك فیما یتحدثون من هذه الاحادیث عن مائة سنة وانما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یبقی ممن هو الیوم علی ظهر الارض احدٌ یرید بذلك ان ینخرم ذلك القرن۔ (صحیح مسلم ص ۳۱۰)

یہ **قول** ایک جلیل الشان صحابی (ابن عمرؓ) کا بہی اسباب مین **نص** ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول سوال قیامت کا جواب نہین تھا۔ اور اس سے قیامت برپا ہونے کی خبر دینا مقصود نہ تھا۔ بلکہ بیان انقضاء قرن مقصود تہا۔ اور جب اس قول سے جواب سوال قیامت مقصود نہوا تو پھر اس سے تمام زمین کے زندہ اشخاص کا فوت ہوجانا مراد ٹہرانا ضروری نہوا۔ کیونکہ یہ تو بقول قادیانی اسی صورت مین ضروری تھا جبکہ یہ قول سوال قیامت کا جواب ہوتا۔ اور اس سے قیامت ہونے کی خبر دینا مقصود حضرت رسالت ہوتا۔

مگر اس جگہ

لفظ قرن کو (جسکے گزر جانے کا بیان بقول حضرت ابن عمرؓ مقصود حضرت رسالت تھا) دیکھا جائے تو اس سے بھی تمام زمین کے لوگون کا مراد نہونا ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کے اہل قرن وہی لوگ کہلاتے جو آپ سے شرف صحبت و ملاقات رکھتے تھے نہ تمام دنیا کے لوگ حدیث مشہور خیر[عہ] القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم مین آنحضرتؐ نے اپنے قرن والون کو بہترین اہل زمانہ فرمایا ہے۔ پھر انکو جو انکے قریب ہون پھر انکو جو انسے متصل ہون۔ اور اس قول سے ان تینون زمانون کے تعامل علم کو حجت ٹھرایا ہے۔ کیا اس حدیث مین ان تین زمانون کے تمام دنیا کے لوگون کو (یورپ مین ہون خواہ ایشیا مین یا امریکہ و چین وغیرہ مین) آنحضرتؐ نے بہتر کہا اور ان کو تعامل کو حجت ٹھرایا ہے۔ ہرگز نہین۔

[عہ] ترجمہ سب زمانون کے لوگون سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانہ کے ہیں پھر وہ جو ان کے متصل ہیں پھر وہ جو ان کے متصل ہونگے

مجمع البحار جلد سوم کے صـ ۱۲۳ مین نہایہ جزری سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت کا قرن بنا بر قول صحیح آپکے اصحاب تھے بعض کا قول ہے کہ آنحضرت کا قرن اسوقت تک ہے کہ آپ کو دیکھنے والی آنکھ رہے۔ دوسرا قرن اسوقت تک ہے کہ آپکو دیکھنے والون کو دیکھنے والی آنکھ رہے۔ ایسا ہی تیسرا قرن ہے۔

> قرنه اصحابه على الصحيح وقيل قرنه ما بقيت عين رأته والثاني ما بقيت عين رأت من رآه والثالث كذلك
> مجمع البحار

مراسے **مجمع البحار** جلد ثالث کے صفحہ ۲۲ مین طیبی سے نقل کیا ہے کہ آپکا قرن آپ کے اصحاب تھے۔

> قرنه اصحابه والثانی ابنائهم

اسی قدر کافی ہے

والثالث ابناء ابنائهم وقیل کل طبقة مقترنین فی وقت والصحیح ان قرنه الصحابه والثانی التابعون والثالث تابعوهم وقد ظهر ان مدة ما بین البعثة الی آخر من مات من الصحابة مائة وعشرون بالتقریب وان نظر الی وفاته کان مائة اما قرن التابعین فان اعتبر من سنة مائة کان نحو خمسین فظهر ان مدة القرن تختلف باعتبار اعمار اهل کل زمان۔ واتفق ان آخر اتباع التابعین من عاش الی عشرین ومائتین وفیه ظهر البدع ظهوراً فاشیاً واطلقت المعتزلة السنتها ورفعت الفلاسفہ رؤسها

دوسرا قرن اونکے بیٹے- تیسرا قرن اونکے پوتے- بعض کا قول ہے- قرن وہ لوگ ہین جو کسی وقت مین ملے ہون- مگر صحیح یہ تفسیر ہے کہ آنحضرت کا قرن آپ کے اصحاب ہین- دوسرا قرن تابعین کا- تیسرا قرن تبع تابعین کا- اور یہ امر ظاہر ہے کہ آنحضرت ؐ کے مبعوث (نبی) ہونے کے وقت سے آخری صحابی کی موت تک تقریبًا ایکسو بیس برس ہوتے ہین اور اگر آنحضرت کے سال وفات سے (جس سے ایک مہینہ پیشتر آپنے وہ قول سو برس تک کسی کے زندہ نرہنے کا فرمایا تھا چنانچہ صحیح مسلم مین بصفحہ ۳۱۱ اور مشکوۃ مین بصفحہ ۴۷۷ تصریح ہے) حساب کیا جاوے تو ایک سو برس ہوتے ہین تابعین کا قرن اس سو برس کے بعد سے شمار کیا جائے تو تقریبًا اور ستر برس تک ختم ہوتا ہے۔ اور تبع تابعین کا قرن اسکے بعد سے شمار کیا جائے تو تقریبًا اور پچاس برس تک ختم ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ قرن ہر ایک زمانہ والون کی عمر کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے۔ اور اسپر اتفاق ہے کہ آخری تبع تابعین

اب ظاہر ہے کہ اگر تمام حدیثین روایت کے طور سے
یقینی الثبوت ہوتیں تو یہ خرابیان کاہیکو پڑتین اسمین خیال کرتا ہون کہ مین

دوسو بیس برس تک زندہ رہا ہے۔ اسکے بعد بدعت وفساد کا عام شیوع ہوگیا۔ معتزلہ نے زبان کو کھولا۔ فلاسفہ نے سر اٹھایا وغیرہ وغیرہ"

ان عبارات کی شہادت سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے قرن سے جسکے گذرجانے کی بقول حضرت ابن عمر آنحضرت نے اس قول مین خبردی تھی صحابہ مراد ہین۔ جو عرب وغیرہ بلاد کی زمین مین رہتے تھے آنحضرت نے اس قول مین ان ہی کے فوت ہو جانے کی خبردی تھی نہ تمام دنیا کے لوگونکی۔ آپ کے قرن سے سارے دنیا کے لوگون کو مراد ٹھرایا جائے تو آنحضرت کی اس حدیث مشہور مین جو لفظ قرن وارد ہے اس سے بھی تمام دنیا کے لوگ مراد لینا اور انکا بہتر ہونا اور انکے تعامل کا حجت ہونا لازم آیگا جس کا کوئی مسلمان قائل نہین ہوسکتا۔ **اس بیان سے** ثابت ہے کہ قادیانی فن حدیث سے ناواقف ہوکر ناحق دخل درمعقولات دیتا ہے۔ اور احادیث صحیحہ کے غلط معنے کرکے انکو باہم متعارض ٹھرانا اور مسلمانون کو دہوکہ وضلالت مین ڈالتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول سو برس والا واقع مین حدیث دجال کی متعارض نہین اور دجال کے موجود ہونے کی نفی کرتا۔

ط جملہ احادیث کو یقینی الثبوت کہنے کا جواب بارہا دیا گیا۔ ادن مین تعارض کا عدم وقوع بھی ظاہر کیا گیا۔ آپ بار بار اسی بات کا اعادہ کرتے اور خروج از مبحث کا ارتکاب عمل مین لاتے ہین جسکی پانچوین دفعہ ہے۔

خروج وغیرہ ۵

آپکے سوال کا پورا پورا جواب دے چکا ہون۔ کیونکہ جس حالت مین یہ ثابت ہو گیا کہ حدیثین بوجہ اپنی ظنی حالت اور تعارض اور دوسری وجوہ کے یقین کامل کے مرتبہ پر نہین ع ہے اس لئے وہ بجز شہادت وموافقت قرآن کریم یا عدم مخالف اسکے حجت شرعی کے طور سے کام مین نہین آسکتین اور قانون روایت کے رو سے اونکا وہ پایہ ہرگز تسلیم نہین ہو سکتا جو قرآن کریم کا پایہ ہے۔ سو بالفعل اسی قدر لکھنا کافی ہے۔

ع ایسا ہی اصل تحریر قادیانی مین ہے لفظ

۲۰۔ جولائی مرزا غلام احمد سنہ ۹۱ء

تحریر نمبر ۵۔ از جانب خاکسار

آپنے میرے سوال کا جواب پھر بھی صاف نہین دیا۔ اور یہ فرمایا کہ احادیث کا قانون روایت بجز اس عقلی پیمانہ کے کہ موافق قرآن ہون تو مقبول ورنہ مردود یعنی پیمانہ صحت کیا ہے اور اصول روایت کے رو سے احادیث صحیحین صحیح ہین یا نہین

۱۔ پورا چھوڑ ادھورا جواب بھی نہین دیا۔ اور نہین بتایا کہ احادیث صحیحین اصول روایت کی رو سے صحیح ہین یا سب کے سب غیر صحیح یا بعض صحیح بعض موضوع۔ ہمارے سوال کا یہی جواب تھا جسکا کوئی حصہ بھی آپ کی تمام کلام مین پایا نہین جاتا۔ پورا جواب کہان۔

۲۔ احادیث صحیحین کا واجب العمل ہونا باوجود ظنی تسلیم ہونے کے شرط توافق قرآن کریم سے مشروط نہین۔ وہ احادیث بلا مراجعت قرآن واجب العمل ہین۔ اور کوئی حدیث صحیحین قرآن شریف کے مخالف نہین۔

۳۔ یہ ہمیا یہ ہونا کسنے کہا۔ اور کسنے اس سے سوال کیا۔ یہ چھٹی دفعہ آپنے بحث سے خروج کیا۔ کہ ایک ایسے امر سے تعرض کیا جس سے بحث و سوال نہ تھا۔

خروج نمبر ۶

کہ آپکے کلام سے یہ مفہوم[۵۱] ہوتا ہے کہ آپ کسی حدیث کو بخاری و مسلم کی کیون نہو صحیح و لائق قبول نہین جانتے جبتک کہ اوسکا مطابق قرآن ہونا ثابت نہو۔ و بناءً علیہ اُن کتب کی احادیث کی نسبت یہ عام حکم نہین لگاتے کہ وہ صحیح ہین یا موضوع ہین۔ اور نہ یہ تفصیل و تشقیق کر سکتے ہین کہ فلان حدیث صحیح ہے فلان موضوع بجز احادیث متعلقہ ابن صیاد و دجال جنکی ایک جانب کو آپ موضوع جانتے ہین۔ آپکے کلام کا یہی مطلب ہے تو آپ صرف[۵۲] ہان کہدین اور اوس کے ساتھ یہ بھی بیان فرمادین کہ اس اعتقاد و بیان مین سلف صالحین سے آپکا

---

[۵۱] ہمارے اس اظہار مفہوم پر بعض دجاجلہ اتباع قادیانی نے اعتراض کیا ہے۔ کہ جب تمکو اس مفہوم کا علم و اعتراف ہے تو پھر کیون کھتے چلے گئے ہو کہ ہمارے سوال کا جواب نہین دیا۔ اس کے جواب دو ہین۔ **اول** یہ کہ اس مفہوم کی نسبت قادیانی سے اسی مقام مین یہ سوال کیا گیا "ہماری کلام کا یہی مطلب ہے تو صرف ہان کہدو"۔ تو اسنے اسکے جواب مین ہان نہین کہا۔ لہذا سوال و استفسار کا حق رہا۔ **جواب دوم** یہ کہ یہ مفہوم قادیانی کے لفظ لفظ سے ٹپک رہا ہے۔ مگر ہم اس سے صاف اقرار کرانا چاہتے تھے۔ اور عوام اہل حدیث پر جو اسکو اہل حدیث اور قائل صحت صحیحین جانکر اسکے پنجہ مین پھنسے ہوئے ہین اسکا منکر صحت صحیحین ہونا اسکے اقرار سے ثابت کرنا پیش نظر رکھتے تھے۔ سو اگرچہ اسنے یہ صریح اقرار نہین کیا۔ مگر بار بار کا مفہوم و اشارہ بھی صریح اقرار کے مانند ہو جاتا ہے۔ اسیوجہ سے ہمنے تحریر نمبر ۹ مین اسکو یقیناً منکر صحت صحیحین ٹھہرا دیا اور اسپر جو حکم مناسب تھا لگایا۔

[۵۲] یہ وہی سوال ہے جسکا ذکر حاشیہ سابق مین ہے۔ قادیانی نے اسکا جواب صاف

کون امام[سلہ] ہے۔ اور آپ سے پہلے کون اسکا قائل۔ اسکا مطلب کچہ اور ہے تو وہ بیان کرین نمبر ۲ - آپنے یہ بہی بیان کیاکہ تم کتب احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کے برابر سمجہتے ہو۔ اسکی نسبت یہ سوال ہے کہ میرے کس لفظ سے آپنے یہ مطلب سمجہا ہے نمبر ۳ - آپنے یہ دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض احادیث اجتہادی فرمائی ہین۔ اس سے آپکا یہ مقصود ہے کہ وہ وحی الٰہی نہین ہے یا کچہ اور ہے یہی ہے تو فرمایئے کہ احادیث متعلقہ ابن صیاد اسی قسم اجتہادی سے ہین یا نہین۔ نمبر ۴ - آپنے لکہا ہے کہ صحابہ کا اسپر اجماع تہا کہ ابن صیاد دجال معہود ہے اس پر کتب حدیث مین کہان شہادت پائی جاتی ہے۔ جس سے اجماع ثابت ہو۔ مگر اسکے ساتہہ یہ بہی بیان کرین کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے۔ نمبر ۵ - آپ نے دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن صیاد کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ مین اسکے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون۔ کتب حدیث مین اسکا کہان ذکر ہے۔

نمبر ۶ - آپ نے جو مضمون اشاعۃ السنۃ سے نقل کیا ہے۔ اوسکی تصحیح نقل کرین اور اس کے ساتہہ یہ بہی بیان کرین کہ اس امر کی نسبت مین نے اپنا اعتقاد کیا ظاہر کیا ہے

ان سوالات کا آپ جواب دین گے تو آپکے طولانی جواب پر مفصل بحث ہوگی بلا حصول جواب سوالات مذکورہ اوسپر تفصیلی بحث نہین ہو سکتی۔

۲۱ جولائے ابوسعید محمد حسین ۱۸۹۱ء

نہین دیا - اور "ہان" قلم و مونہہ سے نہ کہا۔

[سلہ] ناظرین خیال رکھین کہ ہمنے کس اعتقاد و بیان مین قادیانی کے امام کا نام دریافت کیا ہے - اور قادیانی نے جواب مین کس مسئلہ مین اپنے لئے امام کا غیر ضروری ہونا بتایا ہے

تحریر نمبر ۵۔ از جانب قادیانی

میری طرف سے مکرر گذارش یہ ہے کہ ائمہ حدیث جس طور سے صحیح اور غیر صحیح حدیثون مین فرق کرتے ہین اور جو قاعدہ تنقید احادیث انہون نے بنایا ہوا ہے وہ تو ہر یک پر ظاہر[ح۱] ہے۔ کہ وہ راویون کی حالات پر نظر ڈالکر باعتبار انکے صدق یا کذب اور سلامت فہم یا عدم سلامت اور باعتبار انکے قوت حافظہ یا عدم حافظہ وغیرہ امور کے جنکا ذکر اس جگہ موجب تطویل[ح۲] ہے کسی حدیث کی صحیح یا غیر صحیح ہونے کی نسبت حکم دیتے ہین۔ مگر انکا کسی حدیث کی نسبت یہ کہنا کہ یہ صحیح ہے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ وہ حدیث من کل الوجوہ مرتبۂ ثبوت کامل[ح۳] تک پہونچ گئی ہے جسمین امکان غلطی کا نہین بلکہ انکا مطلب صحیح کہنے سے صرف اسقدر ہوتا ہے کہ وہ بخیال انکے اُن آفات اور عیوب سے

[ح۱] محدثین پر ظاہر ہونے مین کیا شک ہے۔ مگر آپ پر تو وہ قاعدہ تنقید ایسا مخفی ہے جیسے شب پر آفتاب۔ آپکے الفاظ "سلامت فہم وغیرہ" جنکی پیچھے کر (تحریر نمبری ۸) مین آپنے تاویل کی ہے۔ بتا رہی ہین۔ کہ آپ اس کوچہ مین کبھی نہین گزرے۔

[ح۲] موجب تطویل نہ کہئے یہ فرمایئے ہمکو انکا علم نہین۔ مگر یہ تب ہو جبکہ آپکو بے ریائی و اخلاص سے کوئی تعلق ہو۔ یہان تو تمام سلسلہ کی بناہی بناوٹ اور جھوٹ اور تکلف اور نمایش پر ہے۔ پھر لاعلمی کا اقرار کیونکر ہو۔

[ح۳] جسقدر ثبوت عمل کے لئے کافی ہے وہ تو کامل و مکمل احادیث صحیحین کو حاصل ہے۔ تو آپ کی قید عدم امکان غلطی سو محض دھوکہ ہے۔ عمل کے لئے یہ امر ضروری نہین ہے اور حدیث صحیح باوجود امکان غلطی واجب العمل ہے۔

ٹہرا ہے جو غیر صحیح حدیثون مین پائی جاتے ہین اور ممکن ہے کہ ایک حدیث باوجود صحیح ہونے کے پہر بھی واقعی[لہ] اور حقیقی طور پر صحیح نہو۔ غرض علم حدیث ایک ظنی علم ہے جو مفید ظن ہے۔ اگر کوئی اجگہہ یہ اعتراض کرے کہ اگر احادیث صرف مرتبہ ظن تک محدود ہین تو پھر اس سے لازم آتا ہے کہ صوم وصلوۃ وحج وزکوۃ وغیرہ اعمال جو محض حدیثون کے ذریعہ سے مفصل طور پر دریافت کئے گئے ہین وہ سب ظنی ہون تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بڑے دھوکہ کی بات ہے کہ ایسا سمجھا جائے کہ یہ تمام اعمال محض روایتی طور پر دریافت کئے گئے ہین۔ وبس بلکہ انکے یقینی ہونے کا یہ موجب ہے کہ سلسلہ تعامل[کہ] ساتھ ساتھ چلا آیا ہے۔ اگر فرض کرلین کہ یہ فن حدیث دنیا مین پیدا نہوتا پھر بھی یہ سب اعمال و فرائض دین سلسلہ تعامل کے ذریعہ سے یقینی طور پر معلوم ہوتے۔ خیال کرنا چاہئے کہ جس زمانہ

[لہ] صحیحین کی احادیث واقعی صحیح نہون تو انکی صحت پر قسم کہانے سے کفارہ لازم آوے حالانکہ یہ کفارہ لازم نہین ہے۔ چنانچہ ہماری تحریر نمبری ۸۔ مین اسکا بیان آتا ہے ان کتابون کی صحت پر امت کا اتفاق واقعی صحت کا مثبت ہے۔ کیونکہ امت اپنے اتفاق مین معصوم ہے اسکا بیان بہی نمبری ۸۔ مین ہے۔

[کہ] نماز روزہ وحج وزکوۃ وغیرہ اعمال اتفاقیہ کے ارکان گو تعامل سے ثابت ومعلوم ہین۔ مگر انکی اختلافی اجزا ومسائل تعامل سے ثابت نہین۔ انکا ثبوت احادیث ہی سے ملتا ہے۔ حدیث نہو تو ان مسائل کے ثبوت کا پتہ نہ لگے۔ ان پر تعامل پایا جاتا تو انمین اختلاف واقع نہوتا۔ قادیانی جو ان سب کو تعامل سے ثابت بتاتا اور انکو یقینی ٹھراتا ہے۔ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ نہ تعامل کے معنے جانتا ہے اور نہ ان اختلافات سے واقف ہے جو ان اعمال کی اجزا ومسائل مین پائے جاتے ہین۔ اسکی تفصیل بہی ہماری نمبری ۸۔ اور اسکے حاشیہ مین ہوگی۔

تک حدیثین جمع نہین ہوئی ہین کیا اسوقت تک لوگ حج نہین کرتے تھے یا نماز نہین پڑھتے تھے یا زکوۃ نہین دیتے تھے۔ ہان اگر یہ صورت پیش آتی کہ لوگ ان تمام احکام و اعمال کو یکدفعہ چھوڑ بیٹھتے اور صرف روایتون کے ذریعہ سے وہ باتین جمع کی جاتین تو بے شک یہ درجہ یقینی و ثبوت تام جو اب انہین پایا جاتا ہے ہرگز نہوتا سو یہ ایک دھوکھ ہے کہ ایسا خیال کر لیا جائے کہ احادیث کے ذریعہ سے صوم و صلوٰۃ وغیرہ تفاصیل معلوم ہوئی ہین بلکہ وہ سلسلہ تعامل کے ذریعہ سے معلوم ہوتے چلے آئے ہین۔ اور در حقیقت اس سلسلہ کو فن حدیث سے کچہ تعلق نہین وہ تو طبعی طور پر ہر ایک مذہب کو لازم پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور میرا مذہب احادیث بخاری اور مسلم کی نسبت یہ نہین ہے کہ مین خواہ مخواہ انکی کسی حدیث کو موضوع قرار دون بلکہ مین ہر ایک حدیث کو

ف۱ اے ناخدا ترس مسلمانون کو دھوکہ دینے والے مفتری احادیث وہی نہین کہلاتین جو کسی کتاب مین جمع ہون اور لکھی جا چکی ہون۔ صدر اول مین تو احادیث زبانی روایت کیجاتی تھین اور سینون مین محفوظ تھین۔ اور ان ہی حدیثون کی ہدایت کے موافق صدر اول کے لوگ نماز و روزہ و حج و زکوۃ وغیرہ اعمال و ارکان اسلام بجالاتے اور کسیوقت مین وہ احادیث سے مستغنی نہین ہوئے۔ حدیث نہوتی تو اسلام کے ایک رکن پر مطلق عمل جاری نہوتا۔ تعامل کیسا اور کسکا۔

ف۲ ان اعمال کے جملہ ارکان و مسائل کا یقینی ثبوت اگر ہوگا۔ مسلمان تو عموماً اون کی اختلافی تفصیلات کے لئے وہی مرتبہ ثبوت تجویز کرتے ہین جو احادیث صحیحہ کا مرتبہ ثبوت ہے۔ یعنی ثبوت بظن غالب یہی وجہ ہے کہ ان اختلافی مسائل مین ایک فریق دوسرے کی تکفیر و تفسیق نہین کرتا۔

ف۳ خواہ مخواہ کیون موضوع کہینگے۔ آپ کوئی وجہ نکالکر موضوع قرار دینگے۔ مخالفت قرآن کی وجہ وجیہ آپ کو ہاتھ لگ گئی ہے۔ جس حدیث کو چاہا مخالف قرآن قرار

قرآن کریم پر پیش کرنا ضروری سمجھتا ہون - اگر قرآن کریم کی کوئی آیت صاف اور کھلے کھلے طور پر انکی مخالف نہو تو مین بسر و چشم اسکو قبول کرونگا۔ بلکہ اگر مخالفت بہی ہو تو کوشش کرونگا۔ کہ وہ مخالفت اوٹھ جای لیکن اگر کسی طور سے وہ مخالفت دور نہ ہو سکے تو پھر البتہ کھونگا کہ اس حدیث کے بیان کرنے مین تغیر الفاظ یا پیرایہ بیان مین کچھ فرق آگیا ہوگا یا جو کچھ کسی صحابی نے بیان فرمایا ہوگا اسکے تمام الفاظ تابعی وغیرہ کے حافظہ مین محفوظ نہین رہے ہونگے۔ مگر ابتک تو مجھے ایسا اتفاق نہین ہوا کہ بخاری یا مسلم کی کوئی حدیث صریح مخالف قرآن مجکو ملی ہو۔ جسکی مین کسی وجہ سے تطبیق نہ کرسکا بلکہ جو کچھ بعض احادیث مین کچھ تعارض پایا جاتا ہے خدا تعالی نے اس تعارض کو دور کرنیکی لئے ہی ہدایت فرمائی ہے۔

دیکر موضوع قرار دیدیا۔ جیسا کہ احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو آپنے مخالف قرآن و توحید قرآن قرار دیکر موضوع قرار دیدیا ہے نمبر ۴ کے ص۱۱۶ - ۱۲۵ - ۱۲۷ مین فتوے ملاحظہ ہو۔

او ۲ جس طور سے تطبیق احادیث بقرآن آپ کرتے اور اسکو خدا کی مدد سمجھتے ہین وہ صریح انکار احادیث سے بدتر ہے۔ آپ اگر ان احادیث کی نسبت (جنکو بزعم خود قرآن کے مخالف سمجھتے) صاف یہ کہدین کہ یہ احادیث موضوع ہین تو اس سے اسلام اور مسلمانون کا کچھ نقصان نہو۔ مسلمان اس دعوے موضوعیت مین آپ کو مبتدع سمجھین اور ان احادیث کا موافق قرآن ہونا علماء اسلام دریافت کرلین۔ مگر جب ناواقف اردو خوان مسلمان آپ کی کلام مین ان احادیث کی قرآن سے تطبیق دیکھتے ہین اور ایسے ایسی معانی سنتے ہین - جو زمانہ حضرت رسالت سے اسوقت تک کسی مسلمان کے خیال

ہان ہین دعوے

مین نہین آئی تو وہ اس سے سخت گمراہ ہوتے ہین۔ اور وہ ان احادیث کے ظاہری معانی کو جو ابتدا سے آجتک مسلمانون مین متوارث چلے آئے ہین اور حقارت کی نگاہ سے دیکھکر انسے انکاری ہو جاتے ہین جسکا نتیجہ ہوگا کہ وہ رفتہ رفتہ پورے ملحد و باطنی ہو جائینگے۔ اور صوم و صلوۃ کی ظاہری معانی سے ہی انکار کرینگے۔ اسکی تمثیلات فرقانکے اور ریویو مین بکثرت بیان ہوئی ہین اسمقام مین ایک مثال ذکر کی جاتی ہے۔

حدیث اتفاقی صحیحین مین آیا ہے کہ مسیح آئینگے تو وہ خنازیر کو قتل کرینگے جس سے مراد یہ کہ وہ خنزیر پالنے اور اسکو کام مین لانے کو موقوف کر دینگے۔ موجودہ خنزیرون کو قتل کا حکم دینگے اور آئندہ خنزیر رکھنے سے لوگون کو روک دینگے۔

آپنے جب دیکھا کہ عام دنیا کو خنزیر پالنے سے روکنا تو ریاست و سیاست کا کام ہے۔ اور حاکم وقت کے سوا کسی سے ممکن نہین ہے۔ اور آپ کا حکم تو خاص کر قادیان کے ایک محلہ مین ہی نہین چلتا۔ حکم کیا آپکو تو اپنی جان بچانے کی لالی پڑی ہوئی ہیں۔ قادیان مین منہ چھپا کر زندگی بسر کر رہے ہین۔ دہلی گئے تو پولیس کی پناہ مین رہے۔ پھر آپ مسیح موعود بنین تو کیونکر بنین یہ سوچکر آپنے پہلے اس حدیث کے معنے کو بگاڑا۔ اور اسے لائق کر دیا کہ آپکے بے علم اتباع کی نظر مین انکا مخالف قرآن ہونا دکھائی دے۔ اور کہا کہ اس حدیث کے ظاہری معنے یہ ہین کہ حضرت مسیح جنگلون مین خنزیرون کا شکار کھیلتے پھرینگے۔ اور چوہڑے (بھنگی) اور سانسی (پنجاب مین ایک قوم ہے جو چوہڑون کی طرح مردار کھاتے ہین) گھنڈ بیے اور سکھ اور شکاری کتے آپکے ساتھ ہون گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

نہین کرسکتا

پہر ان معنے کے مخالف قرآن ہونے کے ثبوت مین فرمایا کہ یہ معنے نبی کی اس شان کے برخلاف ہین جو قرآن کریم سے ثابت ہے۔ لہذا یہ حدیث اپنے ظاہری معنے کے رو سے قرآن کریم کے مخالف ہے۔ پہر اس حدیث کے قرآن سے تطبیق کرنے کی غرض سے اسکی یہ تاویل فرمائی کہ اس حدیث مین خنزیر سے خنزیر صفت انسان مراد ہین اور قتل سے انکا مغلوب کرنا۔ اور اس معنے سے یہ حدیث قرآن کے موافق ہوسکتی ہے۔ (دیکھو توضیح مرام ص۱۳ اور ازالہ ص۱۱۲ وغیرہ)۔

اس تاویل و تطبیق قادیانی کو جو لوگ مان چکے ہین وہ قتل خنزیر کے ظاہری معنے پر خوب قہقہہ اڑا رہے ہین اور تمام مسلمانون کے حق مین جو زمانہ رسالت سے اس وقت تک اسکے ظاہری معنے مراد سمجھتے چلے آئے ہین یہ گمان کر بیٹھے ہین کہ وہ حضرت مسیح کی نسبت خنزیرون کا شکار کھیلنے اور چوہڑون اور چمارون اور کہنڈیلون اور کتون کو ساتھ لیکر جنگلون مین دوڑتے پہرنے کا اعتقاد رکھتے چلے آئے ہین اور اس گمان سے وہ نصوص نبویہ اور قرآنیہ کے ظاہری معنے مراد لینے کو ایک نہایت شرمناک اور غیر مہذبانہ و احمقانہ خیال سمجھنے لگے ہین۔ جسکا عنقریب یہ نتیجہ ظاہر ہوگا کہ وہ آیات حرمت خنزیر مین بہی خنزیر سے خنزیر صفت انسان مراد لینگے۔ اور اصلی خنزیر کو حلال سمجھکر نوش جان فرمائینگے

اس اصول پر وہ نماز و روزہ و حج زکوۃ کی نصوص وہ تاویلین کرینگے جو فتوے صفحہ ۱۴۷ مین باطنیہ سے منقول ہوئی ہین۔ اسوقت تک تو وہ احادیث کے ظاہری معانی پر قہقہے اوڑا رہے ہین۔ چند روز کے بعد جب اصول تاویل قادیانی انکے خیال مین استحکام کے ساتھ جاگزین ہوگا تو وہ آیات قرآن کے ظاہری